جلد ۱۳ — نمبر ۳۹

مضامین غیر

۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء

خواب میں بیداری

ایک صاحب اپنی کہانی نظم میں بیان کرتے ہیں [illegible] وہ دیکھ کر شباب [illegible] جو [illegible] وہاں گیا اور [illegible] دل کی حالت [illegible] [illegible] خواب [illegible] دیکھا [illegible]

دلبری کی جو مقدر رہے ہوا گشتہ [illegible] — پندرہ ارشاد بنا گھر میں مرے آئی دلہن
ہائے کیا حسن تھا کیا ناز تھے کیا تھے انداز — جلوہ اسکی تھی خدمت گر میں صبر شکن
اور بھی زیادہ وہ جو نرگس کی پر [illegible] نظری — آنکھ نرگس کے [illegible] غزالان ختن
سرگیں آنکھوں میں خمار کے گلابی ڈورے — [illegible] سینہ پہ [illegible] کوئی چمن
چشم [illegible] پہ زلفیں جو بکھر کر آ نہیں — [illegible] بجلی پہ گھٹا سے [illegible]
دست [illegible] کوئی [illegible] — کوئی کالا ہے کہتا ہے کوئی ناگن
[illegible] رخسار کی [illegible] — سامنے شمع نہ کرے اسکے بہار گلشن
[illegible] جو سنی اسکے لب نازک کی — شرم سے [illegible] کبھی اپنا سوتن
ساتھ خوشی کے [illegible] کچھ آمیزش — بات کرنے کا وہ انداز جھکا کر گردن
[illegible] گریبان [illegible] — [illegible] دیکھ کے بنیے دامن
کیا ہی موزوں تھا لباس [illegible] — سر وہیں دیکھے تو شرما کے جھکا ئے گردن
جسم نازک سے چلی آتی تھی خوشبو کی مہک — [illegible] اس کے تھا زیب بدن
سر سے پاؤں تک تھی غرض حسن ادا کی گٹھری — [illegible] تھے ہزاروں [illegible]
[illegible] دلہن گھر میں [illegible] — کہیں فانوس کہیں [illegible] روشن
فرش [illegible] سے ہر ایک مزین کمرہ — کہیں پردہ تھا پڑا اور کہیں [illegible] چمن
[illegible] اور دل آشفتہ بیان [illegible] — آمدم بر سر مطلب کہ نہ ہو طول سخن
شب کو تنہائی میں ہم دونوں ہوئے جب یکجا — [illegible] میں ہوا میں شاہ زمن
[illegible] آغوشی کا — لذت وصل سے سرشار تھا جوش [illegible]
صبح دم آنکھ کھلی جب تو یہ نقشہ دیکھا — [illegible] نہیں کوئی دلہن
نہ تو [illegible] سہرا — نہ تو [illegible] نظر آتا ہے [illegible]
[illegible] بیٹھے ہوئے سب [illegible] — [illegible] نہیں اپنا وہ [illegible]
[illegible] میاں — [illegible]
آئینہ [illegible] صاف [illegible] — [illegible]
دیکھا جھک کر [illegible] — [illegible] کوئی [illegible]

[illegible] — گھر میں [illegible] کسی چاند [illegible]
[illegible] — [illegible] سب [illegible]
[illegible] صاحب [illegible] — [illegible] کوئی پیا وطن
[illegible] کے [illegible] — [illegible]
سکتا ہے کوئی [illegible] انھیں [illegible] — [illegible] نہ وہ [illegible]
[illegible] رخصت [illegible] نظر — آج ان آنکھوں میں [illegible] کی الجھن
[illegible] آنکھوں میں دیکھا [illegible] — سینہ [illegible] زیادہ ہوئی دل کی الجھن
زلف پیچاں پہ نظر کی تو پریشان ہوا — اب انھیں حکم ہوا ہے کہ رہیں تا گردن
[illegible] سے زیادہ [illegible] — [illegible] کرتے ہیں کالی ناگن
[illegible] — اب وہ زلفیں [illegible]
[illegible] — اب تو منھ دیکھ کے آ جاتی ہے [illegible]
[illegible] ہوئی — اور ہی [illegible] کہتے ہیں سب [illegible]
[illegible] کہاں [illegible] — منھ پہ [illegible] ہیں بجائے [illegible]
[illegible] — [illegible] کے [illegible] اب [illegible]
[illegible] — [illegible] آ گیا [illegible]
[illegible] — [illegible] سایہ [illegible]
[illegible] — [illegible] جب آیا [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — اب نہ [illegible] نہ وہ [illegible]
[illegible] — [illegible] ایک [illegible]
[illegible] — [illegible] کا حل [illegible]
[illegible] — [illegible] یہ ہے [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible] آج [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — آپ [illegible]
[illegible] — [illegible] کس طرح سے اہل لندن
[illegible] — [illegible] دشمن
[illegible] — [illegible]
[illegible] — اب نہ [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible] دل [illegible]

راقم — م۔ ب۔ ی۔ ن۔ بوبنوری

منطق آرا بیگم
بنام
سرلزلی اسکاٹ حامی ریاست ہائے ہند

سر - جب تک کوئی مخالفت تجھے پر نہ ٹوکے اُس وقت تک بات نہیں بنتی۔ کوئی گالی دے بس فوراً پیچھے جھاڑ کے پیچھے پڑ جاؤ آئندہ گالی دینے والے کے منہ میں چھوپا لگ جائیگا وہ سمجھے گا کہ زبان سے کچھ نکلا اور بات کی سزا فی الفور ملی۔ تم خود واقف ہو کہ بات زبان سے نکلے یا قلم سے وہ معاہدے کی ایک صورت ہے۔ لوگ کسی رواج کے ٹوٹنے پر آخر کیوں کر منائے ہیں؟ وجہ یہ ہے کہ ایک بار کوئی بات رواج کے خلاف ہوئی پھر دوبارہ ہونے پائے۔ رواج کے خلاف [illegible] جانے کے بعد رواج رواج ہی نہیں رہتا۔ تم نے شاید یہ حکایت نہ سنی ہوگی ایک صاحب گدھے پر سوار جا رہے تھے راہ میں دیکھتے کیا ہیں کہ کوئی شخص دھوپ میں جلتی ریت پر پیدل چلا آ رہا ہے گدھے سوار کا دل کڑھا کہا آؤ بھئی تم بھی پیچھے بیٹھ لو۔ یہ شخص جب کوس دو کوس سواری پر بیٹھ کے اپنے حواس درست کر چکا تو کہنے لگا آپ کا گدھا بہت مضبوط ہے دو آدمیوں کا بوجھ لادا ہوا ہے پھر بھی تیور پر بل نہیں۔ گدھے والا ایک چپ ہزار چپ۔ سواری اور دو کوس آگے بڑھی تو میاں طفیلی کہنے لگے۔ واہ واہ ہمارا گدھا بھی کیا معقول گدھا ہے۔ اب تو مالک نے کان کھڑے کیے۔ پیچھے بیٹھے [illegible] دبے اگر [illegible] نہیں تو [illegible] میاں طفیلی [illegible] کے اترے اور اپنا [illegible] کہ تم پر ترس کھا کے تمہیں بٹھایا تھا [illegible] آپ کا گدھا [illegible] آپ کا [illegible] گدھا [illegible] اور پھر بہت [illegible] کی ملکیت پر لات منہ پیٹنے لگے۔

اسکاٹ صاحب [illegible] کا رشتہ [illegible] زیادہ مدت گذرنے پر [illegible]

خلاف ورزی سی بات بھی ہوگی تو پٹھان [illegible] ہمارے ہیں۔ ایسے جاہل نہیں کہ پانی اور خون کو ایک سمجھتے ہوں۔ مگر رواج پرستی کا [illegible] ہے۔ اگر تم عرب کی تاریخ سے واقف ہو تو ٹڈی والی لڑائی ذہن میں ہوگی۔ قصہ یہ ہوا کہ صحرا میں [illegible] قبیلوں کا پڑاؤ قریب قریب تھا۔ ٹڈی دل [illegible] پھر انھوں نے ٹڈیوں کا شکار شروع کر دیا۔ ٹڈی جان لے کے بھاگی تو کسی عرب سردار کے خیمے میں گھس گئی۔ ٹڈی والوں نے پیچھا کیا۔ سردار نے روکا اور یہ کہہ کے روکا کہ ٹڈی پناہ مانگتی ہوئی خیمے کے اندر آئی ہے جب تک یہ خود ہی نہ جائے کوئی شخص اسے اندر آکے پکڑ نہیں سکتا۔ ٹڈی کا شکار تو نہ جانے کیا ہوا مگر بارہ برس تک دونوں قبیلوں پر کشت و خون ہوتا رہا۔ ایک کہتا تھا ٹڈی ہماری ہے دوسرا کہتا تھا کسی کی ہو ہماری پناہ میں آ چکی ہے۔ ٹڈی کی حقیقت ہی کیا ہے مگر پناہ دینے کا حق اور رواج بگڑ جاتا اسلئے دونوں لڑ مرے۔

سر اسکاٹ - آخر میں نے بھی زمانہ دیکھا ہے مجھے بھی معلوم ہے کہ رواج کا شیشہ ٹوٹا تو پھر جڑ نہیں سکتا ہے۔ نواب صاحب نے رواج کے خلاف دوسری [illegible] ایک [illegible] اس گھر میں ایک نئے محل میں [illegible] بڑی توشی بھول گئے۔ کہنے لگے بیگم، سنا تم نے میں نے کیا کہا۔ بیٹے خود محل کو تمہارے دیکھنے کی بہت آرزو ہے [illegible] میں نے کہا نواب صاحب آپکے [illegible] کا دور ہی سے سلام ہے۔ میرے گھر میں قدم رکھیں گی تو یہی جان کی قسم [illegible] کہنے لگے آخر عیب کیا ہے میں نے جواب دیا اول تو [illegible] سوتن کون [illegible] آپ کی [illegible] نخرے [illegible] اور [illegible] جو آپ کا دل میری طرف سے چرا لے تو آپ دوسرا محل کیوں کرتے تو اب وہ [illegible] آخر [illegible] آپ [illegible] نگاہ [illegible] اس کی طرف دیکھتے تو برائی [illegible] اور [illegible] دل سے [illegible]

مسکرا دیں گے۔ دوسرے ادھر پاؤں پھیلا [illegible] بیگم صاحب یہاں [illegible] رہیں گی پھر جب [illegible] بڑے تو آپ کا [illegible] ہوگی کہ اب تم دونوں ایک ہی جگہ ہو۔ ایک [illegible] دوسری [illegible] اس سے گرم [illegible] کون اٹھائے۔ نواب صاحب [illegible] کسی [illegible] کبھی ان پڑھ جاہل مردار کو دیکھ [illegible] نہیں [illegible] تیسرے یہ کہ [illegible] کے دروازے بھی ہر وقت کھلے رہیں گے۔ پھر [illegible] مجھ میں نہیں [illegible] سوتن [illegible] ہے تو آپ کا [illegible] میں کیوں اپنا ہی [illegible] کہنے لگے [illegible] ہیں کہ تمہیں [illegible] گھر [illegible] اپنا گھر [illegible] تھا کہ میرے تن بدن میں آگ لگ گئی [illegible] صاحب [illegible] تو مجھ سے [illegible] نہیں [illegible] مجھے نہیں بھاتے۔

تم کہو گے کہ [illegible] تمہیں اپنا ہی [illegible] مگر یہ بات معقول [illegible] ہیں انھیں [illegible] اب [illegible] میں تم [illegible] کی طرف سے چند باتیں پیش کروں گے۔ سب کا [illegible] یہ ہے کہ ریاستوں کے [illegible] مرحوم کی [illegible] میں انگریزی حکومت جب چاہتی ہے جس شکل میں چاہتی ہے انھیں [illegible] ایک ہی بات [illegible] ہے۔ ایک [illegible] ریاستوں کے مالک [illegible] کر دیئے گئے ہیں اگر حکومت [illegible] کوئی بڑا [illegible] کر رہی ہے تو [illegible] نہیں کر سکتیں۔

سر اسکاٹ صاحب انھیں [illegible] کر کے [illegible] مباحثہ کرنے اور قانون [illegible] حق [illegible]

گر یہ بات اُس وقت منہ سے نکالنے کے قابل تھی جب پالیسی کے سانچے میں نئی ریاستیں ڈھل رہی تھیں اور پرانی ریاستوں کے پرزے الگ ہو رہے تھے۔

سٹورو اسکاٹ کیا کہہ رہا ہے جب وہ ہو چکا ہے، مگر اب لگے ہاتھ پالیسی کے بل کھاتی ہیں تو منصب وارثی بن جاتی ہیں۔ ریاستیں ایک دوسرے سے مسند رکھتی تھیں مسند اور مطلبی نہ ہونے کے سبب یہ نام کیا رہا ہے۔ کچھ تو اُدھر بیچ گئے، کچھ امر کس منہ سے کہتا ہے کہ تمہاری پالیسی پر ہمیں کچھ کہنے کی اجازت نہیں اُسکے خمیر میں فکر سے، پھس پھس کرنے کا رواج ہے۔ عام ساتھ لگنے کا کوئی سامان نہیں کچھ بھی وہی کر سکتا ہے جو کچھ اختیار رکھتا ہو یا بالکل ننگ ہو اور حسن کا یہ قول ہے

مثل علم ہی پاس ہے اپنے نہ ملک و مال
ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا

میں سچ کہتی ہوں جہاں باپ بھائی بہنوں کی لاج اور بچوں کی ماتا درمیان نہ ہوتی تو نواب صاحب کو دو سرا عمل کرنے کا مزا چکھاتی۔ مگر کنبہ دار کی جڑ ہے تمہیں خیال کرو کہ اگر کہ ندھی تب لنگوٹی باندھے ہوئے نہ ہوتے تو زبان کھول سکتے تھے؟

جس وقت اختیار اگر جاہ تھا اُس وقت تو خیر مگر جب بیوپار اگر جاہ اور ہمارے سے بیسار گرجاہ ہو چکا تو یہ مطالبہ کہ ہمیں زبان کھولنے کی آزادی ملنی چاہیے بالکل بیکار ہے۔ ارے کیوں تم ان بیچاروں کی شامت بلاتے ہو۔ یہ شامت ہی بلانا ہوا۔ وہی بات ہوگی کہ وہ کہ ایک بادشاہ سلامت تھے انہیں شراب کی لت تھی داروغہ اور سامنے لڑکا تھا متقی پرہیزگار بادشاہ سلامت نے داروغہ سے کہا تمہارا لڑکا ہمارے پھرنے کے لیے نہیں آتا فوراً حاضر کرو غریب داروغہ کی جان نکل گئی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے لڑکا آداب مجلس سے واقف نہیں کوئی گستاخی کر بیٹھا تو جان کی خیر نہیں۔ مگر حکم حاکم مرگ مفاجات چار و ناچار حاضر کرنا پڑا۔ دور چل رہا تھا حضور مسند پر بیٹھے تھے کہاتے میں داروغہ زادہ حاضر ہوا۔ حکم ہوا بیٹھو۔ پہلے کچھ ادھر ادھر کی باتیں ہوئیں پھر فرمائش ہوئی کہ

ہم مست بھی ہیں بلکہ ولا اسعد اہا
اک دن تو دیکھیں ہے تمہی شراب کی

مولانا کچھ شغل کرو۔ مولانا کی جان نکل گئی۔ ہاتھ باندھ کے عرض کی خداوند غلام تو اس سے محروم ہے حضور نے ارشاد کیا بھئی آخر کیا وجہ ہے کیا حرج ہے کہنے لگے یہ تو حرام ہے۔ بس لے میرا بھائی حضور نے پیالے دیے نکال کے تو خیالے لگے یہ دُہرا کیا کہا۔ پھر تو کہنا اقرار حرام ہے۔ ہائیں تو ہم حرام فعل کرتے ہیں۔ ہم اے ہام بولو جی۔ حرام اللہ ہم۔ پھر تو کہو۔ حرام حرام حرام اور ما بدولت و اقبال۔ ارے ہم اور حرام فعل؟ داروغہ داروغہ بخش ہو گیا۔ داروغہ کا پیٹ گھوڑ دوڑ کا میدان بن گیا۔ بیچارے نے ہاتھ باندھ کے عرض کی۔ خداوند غلام نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ یہ لڑکا ننگ خاندان ہے کمبخت پیدائشی پاگل ہے دربار کے قابل نہیں اونا شدنی اٹھ یہاں سے۔ خدا کی شان تو بھی اس قابل ہوا کہ ظل اللہ پر اعتراض کرے۔ ہماری بیگم قسمت والوں کی ہے تو ہے بدنصیب۔

سر اسکاٹ صاحب۔ انگریزی حکومت پر کچھ بھی آسان نہیں۔ اتنا تک ہم نے یہی دیکھا کہ حکومت اور ریاست میں آن بن ہوئی ریاست نے صفائی زبان سے کہا جناب یہ تو ہے بے ایمانی اور شامت آئی۔ آپ کیا کہا۔ ہم اور بے ایمانی۔ ارے بے ایمانی اور ہم تو ہم بے ایمان ہیں۔ معلوم ہوتا ہے تمہارا دماغ پھر گیا۔ اچھا تو بد تو دُور یہ اسی کمبخت نے تمہارے خیالات بدلے ہیں۔ اسے جلدی نکالو۔ اہا ساری خرابی یہ ہے کہ تمہارے مشیر انگریز حاکم بہت کم ہیں۔ اچھا مال پوسٹر ہر لونگ پولیس کے نگران مسٹر ڈولنگ قضا و عدلیہ پر سلطان سرگنجا ہی۔

تم نے دوسری شکایت یہ بیان کی ہے کہ رؤسا کو معاملات میں آزادانہ رائے ظاہر کرنے کا حق نہیں تیسری بات یہ کہ وہ اُنکے مشیر ہوں اُن کو بھی کسی غیر کی وساطت سے طے نہیں کر سکتے۔ انہیں سلطنت اور معاہدہ نامہ کی توضیح کا حق نہیں۔ انہیں اظہار اختلافات کی مجال نہیں۔ سائمن کمیشن میں انہیں کوئی اسکیم پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

یہ سب امور ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں تم نے پیروی کی اجرت حلال کرنے کے لیے خواہ مخواہ بڑھا کر ایک ہی بات کہی ہے۔ جیسے کسی کی ایک صاحبزادی بیاہ کے سسرال میں گئے۔ میزبان نے پوچھا آپ کے ساتھ کتنے آدمی ہیں۔ کہنے لگے حجام ہے نائی ہے گھوڑی ہے گھوڑا ہے سپ ہے۔ میں ہوں میزبان بولا یہ سب لوگ ہیں بخش ہوئے۔ سلطان حجام کو سید عادل شاہ اور نائی کو سید عادل بیچھے۔ مگر گھوڑی کو دانہ دیجیے اور مالدان کو دانہ دیجیے۔ میرا کھانا بھیجیے۔ میرے سالار کے بیٹے کا کھانا بھیجیے۔

اسکاٹ صاحب۔ ہمارے اعلیٰ رئیسوں کے سامنے بد نظمی سے وقت نہیں ان مطالبات کی فہرست کوئی بڑی چیز ہوئی۔ مگر میرے سامنے ان کی حقیقت نہیں۔ اس وقت ہر ایک ریاست کا فرض تھا کہ وہ اپنے اور گورنمنٹ انگریزی کے تعلقات کی ایک طرح تاریخ مرتب کرا کے معاہدوں کی نقل سمیت دنیا میں شائع کر دیتی۔ تاکہ دنیا اندرونی حالات سے آگاہ ہو کے ان کی ہمراہی کرتی یہ صحیح راستہ تھا مگر اس پر کون چلے۔ کیا وہ جن کے آپس میں اتفاق نہیں؟ کیا وہ جنہیں عیش پرستی دم لینے اور آنکھ بچا سرنے کی مہلت نہیں دیتی۔ کیا وہ جنہوں نے خود مختار ہونے کی حالت میں اپنے ذاتی اختیارات غیروں کے حوالے کر دیے۔ ایک صاحب کو خبط ہوا کہ بھونا بیٹا گدی پر بیٹھے جو محروم ہے۔ فوراً ڈیرا لارڈ کے یہاں پہنچ گئے وصیت چھوڑی درگاہ کو سلام بڑے مندر کو پرنام۔ حضور غلام حاضر ہے ایسا کچھ کیجیے کہ میں ہو ریاست اور سیدھی سے معزول ہو کے کہیں آ خود خیانت یہ نہ ہو کہ جا نشین ہو جائے لیجیے یہ تحفہ پھر آئی اور یہ مندرا شادی یہ حکمت انسان اور یہ غلام کا بیان ہے کہ اللہ خدا ایم شیدا ایم دوسرے صاحب کو شیطان نے ہنگلی دکھائی بڑی بد مزاجی سے رعایا پر ظلم و ستم شروع کر دیا اور دار گشتیاں تیری آس اُس انگریزوں سے فریاد کی کسی نے دلیہ کی زہر دے کے مار دیا کسی نے سائیس کو اتنا منہ لگایا کہ جان مال کا مالک بن بیٹھا اور کوئی مدار پر ستر تو دے۔ رعایا اگر سرکار کی دہائی دیتی ہے مجبوراً ہوں غرض کبھی اپنے بیچ کے واقعات میں رئیس نے انگریزوں کو دخل دیا۔

موقع دے کے رواج توڑا کبھی رعایا کو مجبور کر کے رواج تڑوانے کا سودا حسین کیا۔ اب جو وہ دخل بیجا کرنے لگے تو فریاد کرتے ہیں۔ ان سے پوچھو کہ اب کیسی فریاد؟ بے شک انگریزی حکومت کو آج سے نہیں ابتدا ہی سے تمہارے پنج کے معاملوں میں دخل دینے کا حق حاصل ہے یہ حق تم نے خود عنایت کیا ہے اور تم اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ تمہارے ساتھ ان غریبوں کی گردن بھی پھنسی جو نیک چلن ہیں رعایا کے محبوب ہیں منتظم ہیں رحم دل ہیں عادل ہیں اپنی ریاست میں امن و امان قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ انگریزی حکومت ہے ہوشیار۔ ہوشیار آدمی ہر قسم کا حق حاصل کر لیتے ہیں۔ حق حقوق کا خیال اس وقت کہاں چلا گیا تھا جب [illegible] مہارانی کو کال کوٹھری میں بند کیا۔ گھوڑے اور سائیس کے ہاتھوں بڑے بڑے عزت دار تختوں کی مونچھیں اکھڑوائیں۔ [illegible] لنگڑے پال کے حضرت لوط کی امت کو اس میدان میں شکست دی۔ رنڈی بھڑووں پر خزانہ لٹایا۔ حقداروں کا حق مارا۔ اور ان سب بدفعلیوں کے لیے سرکاری ایجنٹوں کی خوشامد کی جھگڑا بڑھنے پر انھیں درمیانی قرار دیا۔ اپنے اختیارات سے غلط کام لیا۔ کتے سونے چاندی کے برتنوں میں [illegible] کھاتے تھے اور عزیز قریب گھوڑے نان شبینہ کو محتاج پھرتے تھے کسی کی جاگیر ضبط کسی کا مکان مسمار کسی کے پاؤں کاٹے ہیں۔ کسی کی بیٹی ہو تو [illegible] کے اندیشے میں سچ مچ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ریاستوں کے نقشے میں جو زمین ہے وہ خدائی حکومت سے بالکل باہر ہے۔ مسٹر اسکاٹ صاحب جن رئیسوں کو اس قسم کے اختیار حاصل ہیں انھیں اب اور کسی قسم کے حقوق کی ضرورت نہیں۔ جن لوگوں نے تمہیں وکیل کیا ہے ان میں سے کئی رئیسوں کے حالات اخباروں کے کاغذوں میں الم نشرح ہو چکے ہیں اخبار کی کاغذوں پر لیڈر اعتبار نہیں کرتی اس لیے کہ یہ دو قسم کے ہیں۔ ایک خوشامدی دوسرے [illegible] خوشامد کی بھرت بلبل کے پیٹ پالتے ہیں اور [illegible] بات کا بتنگڑ بنا کے اپنا کام نکالتے ہیں رئیس دب گیا تو اونے پونے معاملے کر لیا نہ دیا تو بجز دو سکی رعایا کی وکالت اور خلائق کی بے وقت خبرداری اور حمایت کا قصیدہ اپنی شان میں خود ہی پڑھنے لگے۔ زبردستی سمجھوتی فہرست میں نام لکھوا گیا۔ مگر جب دیکھتی ہوں کہ رئیس کا دعویٰ عقل اور منطق کے خلاف ہے تو میں کیا کسی اخباری خبر کو جھوٹ بھی نہیں سمجھتی۔

مسٹر اسکاٹ صاحب چاہے کچھ ہو جاؤ مگر تم ہو قسمت کے دھنی اس میں شک نہیں۔ ایسے آنکھ کے اندھے گانٹھ کے پورے بھلا کس کے ہاتھ لگے ہیں یہ کمزوری کا ساتھی لنگوٹیا یار ہوتا ہے ساتھ دیے جاؤ موکلوں کے حق میں تو کوئی بہتری کی صورت نکلنی مشکل ہے۔ البتہ تمہارے حساب کے بل اور ہو رہینگے۔ سنتی ہوں ہیرالڈ میں یہ خبر چھپی ہے کہ بٹلر کمیٹی کے سامنے آئندہ تحقیقات کا [illegible] اب درپیش ہوگا جو تجھی خوبی یہی بکھیڑے کی بات تھی رہ گئے گذشتہ معاملات تو [illegible] ہے کہ خدا صلوات = بات کی بات خرافات کی خرافات۔ یہ بات وہ بات [illegible] میرے بات۔ بی کیا معاملہ گیا ہے واللہ میں تو ہار گئی۔ کہاں سے آئے کہیں سے نہیں کہاں گئے تھے کہیں نہیں۔

جب روسیوں اور ایرانیوں سے ٹھنی تھی تو ایک معاملہ میں خطا بھی روسیوں کی تھی آپ جانیے شہزور کبھی گنہگار نہیں ہوتا۔ اگر معافی مانگنے کی نوبت تھی ایرانیوں سے۔ ایران والوں نے انگریزی حکومت کو وکیل بنا کے اس سے مشورہ طلب کیا وکیل صاحب نے فرمایا بھی نرالی سی تو بات ہے ہاتھ باندھ کے روسیوں کے قدموں پر گر پڑو اور جو کچھ وہ مانگتے ہیں دے دیجیے جھگڑا [illegible] اور سنا بھی نہیں بھول جانا جب معافی مانگنے میں کچھ مضائقہ نہیں تو پھر ہم بھی کہتے ہیں معافی مانگو روسی دشمن ہیں ہم دوست ہیں دوست کو دشمن پر ہمیشہ ترجیح ہے۔ اور ہاں یہ یاد رہے نہیں رہا جو کچھ روسی مانگتے ہیں انھیں تم دو گے تو تھی ہمارا حق الامانت بھی ملنا چاہیے۔ مجھے بس زیادہ نہیں آدھا ہو۔ ہم ایسے بیدرد نہیں ہیں۔

(باقی) ـــــ مس اودھ بیگم

مولانا پنچ کا پوسٹ بیگ

ضیافت مرحوم

مولانا - یہ کسی شاعر کا تخلص نہیں کہ ردیف [illegible] کے قافیہ پر قیاس فرما کے آپ فاتحہ پڑھنے لگیں۔ اے حضرت یہ ایک ضیافت کا حال ہے جو اسی ہفتہ میں بمبئی کے گورنر صاحب اور لیڈی کی [illegible] کو جسے عرف عام میں سائمن کمیشن یا ایک کمیٹی کہتے ہیں خان بہادر حاجی محمد صاحب نے دی تھی۔ اللہ اللہ خوش [illegible] اے تو یہ خوش پوشاک صاحب رنگ برنگ کیلی سبیلی تختوں گھنگھرو والی میم صاحبات [illegible] ریشمی رستار والے مرہٹے کا ہار [illegible] مسلمان ہیٹ کوٹ والے ترتیب سے اپنی اپنی چھب دکھا رہے تھے میزوں پر [illegible] جھکتی تھیں پیچھے اللہ دے اور بندہ لے کتنے پیالے وہ تھے کیا نوں کا گرما گرم دھواں بھوک کو بھڑکا رہا تھا کہ ابر آیا اور گرج کے آیا میاں رعد کے قلم اقدس میں [illegible] کا زور بندھا فرط طرح کی ہوائیں چلنے لگیں۔ [illegible] کا فعل باطل اور بارد استفراغ کا عمل جاری ۔ اے میرا بھائی تیل رحمت اور برد حار [illegible] پانی دے پانی سے پانی اور پانی ہر تاب گرداب۔ [illegible] کا شامیانہ [illegible] کے جہاز [illegible] سموسوں کی کشتیاں [illegible] آئس کریم کے تودے تو اڑ سے۔ جیلی کے ٹکڑے [illegible] بسکٹ کی کشتیاں شیرینیاں۔ غرض کھانے کا دریا [illegible] ہر چیز پانی پانی۔ کھانا کھانا خود رہا [illegible] ہر جو جوٹ کی تو وہ بھی [illegible] مسلمانوں کی بھگدڑ [illegible] کی بات نہیں [illegible] تعلق رکھتا ہے۔ [illegible] ساری مشیخت بھیگ کے [illegible] ہو گئی۔ سارا ٹھاٹھ دھرا رہ گیا۔ [illegible] کی ریشمی [illegible] بھیگ کے [illegible] کی طرح [illegible] ہو گئیں۔ کوئی [illegible] فرش اور فلیٹوں میں ہاتھ دے کے پیڑوں کو صاف [illegible]



"یہ ٹلی گھوڑیاں ہیں۔ ٹلی گھوڑیاں ہیں۔ اسپ نہ شد بیل شد"

"یہ کیا کیجیے بصورت بن کے بگڑ گئی۔ بالون بگڑے آدمی کے۔ اب بیل ہی اس منزل کو طے کرے گا۔ اسپ نہیں"

پلپلاتی کوئی دوستوں کی آ ڈکھ کر ... یہ دوں کی نگاہ بچاتی۔ میاں ابر کا یہ حال کہ بس نہیں کرتے۔ ادھر ادھر دوں بھرا مارا دوں مشک کا دہانہ کھل گیا ہے نیز ہی کا نام رہ بیدرفریق رحمت۔ کس کی خبر لیں کسے پناہ دیں۔ اسیر ماروں کی چہل کو ہیں تم نے ضرور سنا ہوگا جاتی تھی جب کو برات میں پانی برسا۔ کوئی بولا کہ تم نے کو سا تھا یہ دل جلانے کا نتیجہ ہے۔ گرزمستہ کی تلاش کا دکھ پرواہ نہیں جب تمہارا بھی جا ہے پھر بلا لینا ہم پھر آ بیٹھیں گے۔ منت کی ضرورت نہیں سولانا آپ یہ خیال فرمائیے کہ انجناب اس پر ہنگام برسات کی بدولت سو کھے گھاٹ اترے اچھی دال ملا قوہ بھیگنے اور کھانے میں کوئی منافات نہیں بندہ بے سلیقی کھانے پانی کا ساتھ کیوں کر چھوڑتا جلدی جلدی نرم غذا پر ہتھے لگانے خرچ کر دیے چبانے اور دانتوں کی کاریگری کا انتظار تھا صحن آ تش کریم کی طشتری ایک جنبش دست حلق میں اتر گئی واشد بسکل جو گئی برف میں وہ مزا تھا کہ زبان سے نہیں معدے سے پوچھیے جبلی کی لطافت پر سیو نہ مشرقہ ہشام بن عبد الملک قربان جس کی تعریف عاشق نے ان الفاظ کی تھی کہ اگر کوئی شخص سیونہ کو پیلا کے نگل جائے تو یقین ہے کہ حلق میں نہ اٹکے صاف پیٹ میں اتر جائے اب قوری کی ضرورت تھی آہ وہ نرم نرم سموسے وہ خوب دار کباب کبھی بھولینگے اے حضت ساتھی کوئی نہ تھا نظر لگانے والا کوئی نہ تھا پھر بچکنا کیوں شروع کیا کس سے گیا تھا کھانے کے ارادے سے کچھ ناارادے سے کھایا پانی ملا ارادہ مل گیا۔ سنتا ہوں کہ ہمارے دریا دل خاں بہادر دوسری دعوت پھر کرینگے اور دعوت مرحومہ کا غم نہ سہیں گے انشاء اللہ ارادوں میں برکت دے ہم کو پانی پی پی کے دعا مانگتے ہیں۔ جس کا کھاتے ہیں اس کا گاتے ہیں والسلام۔

راقم —

رپورٹر۔ شرابور

ضروری قانون

زندہ کسی مطلب سے تو	در کیشی خدا سے تو
دل شدہ جنوں سے تو	ہرچہ کنی بجا سے تو

ابھی مولانا۔ پردے کے متعلق ایسے متضاد مضامین بدنصیبوں نے لکھے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ اچھوتے نکات کی تفصیل لکھ لکھ کے رنگ دنیا سے اپنی طباعی کی داد لے رہے ہیں باقیمہ مرادوں علم اسلام میں اب پردہ یقیناً پردۂ عنکبوت ہے ایک ملک کی بات نہیں چند روز میں



فسادات بنگال و ناسک
"رپورٹ کے لیے معقول مواد ملنے کی امید ہے"

ہزاروں ملک اجڑتا جا رہے کے کھلنگی اور ہر گوشہ نشین کو گی کو نکال باہر کر دیگی تعلیم نمر دوں میں عام ہے نہ عورتوں میں۔ بیس فیصدی مسلمان تعلیم یافتہ ہیں تو انکے یہ خیالات ہیں۔ انجناب تھوڑی دیر کے لیے قائل ہو ے جاتے ہیں کہ بے پردگی سے ان تین فیصدی مسلمانوں کی عزت و عصمت میں فرق نہ آئے گا مگر کوئی ان سے پوچھے کہ ستانوے بچاری بیچے ان کا کیا ہوگا؟ ابھی واللہ دہ

تیزی بھی گی کر توبہ بھلی۔ خیر ہم کچھ ہوگا جب دیکھنا پڑے گا۔

ان نینوں کا یہی بسیکھ
یہ بھی دیکھا وہ بھی دیکھ

سر دست انجناب ایک معقول مسودہ قانون مسلمان پردہ نشین دوں کی حمایت اور خواتین پردہ برانداز کے رجحان کے بھروسے پر گانا گونڈا کے پیش کرتے ہیں۔ جو کوئی ایسا بلند خیال اپنا وہ انکسار نفس پر عامل بقول عوام "صنف نازک" کی ماہتاب رکھنے والا کونسل کا ممبر ہو اسے معقول کروا کے ثواب کمائے؟

کون ہوتا ہے حریف مئے مرد افگن عشق؟
کون ہوتا ہے حریف مئے مرد افگن عشق!

واضح ہو کہ نکاح اور طلاق دونوں میں شرع نے وکالت کا حق آزاد رکھا ہے یعنی اگر عورت چاہے تو خود اپنے امیدوار شوہر کو اپنا وکیل نکاح کر سکتی ہے اور دونوں راضی ہوں تو وہ خود اپنی گلوری پیاری چاہیئی نہ وہ جو حرمہ منکوحہ کو اپنی طرف سے صیغہ طلاق جاری کرنے کا اختیار دے سکتا ہے نکاح خوانی اور طلاق دہی میں عدالت کی شرط نہیں دو عادل گواہوں کی البتہ ضرورت ہے۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ نکاح میں ایجاب ہوتا ہے عورت کی جانب سے اور قبول ہوتا ہے مرد کی طرف سے طلاق میں ایجاب ہوتا ہے مرد کے اختیار میں اور چار ناچار خواستہ و ناخواستہ قبول کرنا پڑتا ہے عورت کو بس اب کچھ نہ بچی مال مردم خوری بی والے لوا بول کی چوٹی اسی طرح قابو میں رہ سکتی ہے کہ نکاح مشروط باختیار طلاق ہو یعنی اگر عورت چاہے تو نکاح نامے کی عبارت میں مہر وغیرہ کی تشریح تفصیل کے بعد ایک فقرہ بڑھوا دے۔

"وہ میاں منکوحہ مذکورہ بالا کو اختیار ہے کہ جب چاہے طلاق دے ... مسکوحہ جلیلہ نجابت شوہر مجازی سے کہ بحضور شاہدین عادلین بکہہ دے کہ طلاق ثلاثاً وکالۃً عن زوجی فلاں بن فلاں اب طلاق ہو گئی حاکم شرع کو اختیار قبول ہو سکے خواہ ہو یا نہ ہو"

امید ہے کہ انجمنہائے خواتین ہند تہیہ اس مسئلہ پر بھی توجہ کریں گی پیاری بہنوں جب تک کوئی بھڑوا زن مرید اس شرط پر دستخط نہ کرے ہرگز قاضی کے کان میں پھونک نہ کرنا۔ اور جو قاضی صاحب اپنا بار بار طلاق کی طرح یہی رشتہ رہیں کہ گاجر کی پنیری گل خیر کا پھول کہنا بی بی بنی تھیں بنا قبول تو گم گشتہ اُلٹ کے خدا کے فرشتے اس ریش اقدس قاضی پکڑ لو اور خوب جھٹکے ان کی یہی سزا ہے۔

اگر یہ شرط پرمان چڑھی تو سمجھ لو کہ ظالم مردوں سے نامحن کے رہ جائینگے اور عورتیں جب چاہیں گی تبدیلی ذائقہ کر سکیں گی۔ بلکہ یہ کہ کوئی موذی بھی عورت کو خرچ کے شکنجے میں کس نہیں سکتا۔

اینجانب خواتین کی انجمنوں کی کارروائیاں نیور ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ انھیں ابھی تک اپنے بچاؤ کی عمدہ تدبیریں نہیں سوجھیں۔ یہ بیچاریاں اُن سہولتوں سے بھی واقف نہیں جو انھیں شرع اسلام نے بمنتہائے فیاضی عنایت فرمائی ہیں۔ جو رزولیوشن ان کی انجمنوں میں پاس کیے گئے وہ بھی کچھ یونہیں سے ہیں۔ مثلاً انھوں نے حکومت وقت سے اپنے مہر کے متعلق کوئی اہم مطالبہ نہیں کیا۔ یہ آمادہ ہوں تو ہر میعادی مہر میعاد قانونی سے مستثنیٰ ہو سکتا ہے۔ کورٹ فیس سے مستثنیٰ ہو سکتا ہے۔ اسلامی حرائم کی نسائی وحرفنگائی کا اس امر خاص میں اینجانب کو انتظار ہے خصوصاً حضرت چغتائی کے ہم خیال توجہ فرمائیں۔

راقم

فلاسفر

مولانا پنچ کی لوٹ کھسوٹ

مری سرکار میں ہر روز بیٹرقی بجائی ہے

خدا نہ کرے کسی بھلے مانس کی عزت یا ذلت بیڑیا و صاحب خلقت کے ہاتھوں میں گرفتار ہو جائے واللہ کسی کام کی وہ عزت نہیں جو ہر وقت خطرہ میں اور نیم پولیٹکل لیڈروں کو خدا نے نہیں ...

خلقت خوش ہوئی تو دستار بنا کے پہنے لگی ناراض ہوئی تو کوشش درہم برہم، کس بلا کا چپلا کہنے لگی بس تک گاندھی جی اسا تھا آج مسٹر کا معمولی خطاب بھی اُنکے نام کے ساتھ لوگوں کو گوارا نہیں۔ عوام کی معقولیت اسی جا دیب تو وہ ڈاکٹروں ان کھول سکتے ہیں جو مرنے والی کی رفتار کیا نہیں سکتے اور مقتضائے دستم دونظرے ستم قاتل کے حلق میں ٹپکانے کے بعد تمام اذیتوں کا خاتمہ کر دیتے ہیں۔ نہ ہو گا نہ تڑپ کر یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے بارہا لوگ چرخ عزت و اقبال پر چڑھائے اور پھر ٹانگ پکڑ کے کھینچے گئے۔ ہمیں یاد ہے کہ غریب گاندھی نے اپنے نام کے ساتھ "مہاتما" کا لقب دیکھ کے عذر کیا تھا بارہا کہا تھا کہ کہو میں مہاتما نہیں ہوں۔ اب یہاں سے واسطہ شناخت ہے کوئی حرکت فرق ہے کہ جس طرح مجھ سے پانی سال کے حاجی شوکت علی صاحب کو جبیل جیل کے داامیرالمومنین" بننے پر مجبور کیا اسی طرح مہاتما کو اب "بلٹے" کا عہدہ قبول کرنا مناسب تھا اور کسی کا قول ہے کہ اس ڈھائی دن کی خدائی یا سینے کی بلندی برداشت نہ کرنا ہی شیوہ مردانگی تھا۔ مہاتمائی کے تخت سے گرنے کے بعد ان مسلمان خیال نویسوں نے گاندھی جی کو گوسالہ کشتی کی بدولت "موسیٰ" بنانے کی فکر کی سو جو پہلے انھیں "سامری" کہا کرتے تھے۔

ہندوؤں کی ہوئی ہوئی عزت کا خاتمہ ہو چکا ہے مسلمانوں کی بخشی ہوئی عزت دیکھیے کیا ختم ہوتی ہے بہرحال خوشامد خوروں سے خدا بچائے انکے طفیل میں سیدالاحرار، امام الاحرار، ابوالاحرار، اخو الاحرار، زوجۃ الاحرار، امام الاحرار، بنت الاحرار، ابن الاحرار، خال الاحرار، عم الاحرار، سبط الاحرار، غرضکہ احرار کا سارا کنبہ دیکھ لیا۔

حکایت اور استفسار

بروایت امام ابن جوزی دیکھ مسلم بادشاہ ناقوس کی آواز سے سخت پریشان رہتا تھا راتوں کی نیند اُڑ جاتی تھی ایک روز دربار میں اُسنے اعلان کیا کہ جو کوئی قیصر روم کے پاس سے خطبہ جائے اور جگر وہ اسے انعام دے گیا اُسے بہت انعام ملیگا۔

یہ بات کوئی آسان نہیں اہم مہم تھی قبیلہ غسان کا ایک بہادر آمادہ ہو گیا کہ بادشاہ نے خط لیا اور چل کھڑا ہوا روم پہنچ کے اُسنے قیصر کی خدمت میں نامہ پیش کیا اور کانوں پر ہاتھ رکھ کے "اللہ اکبر" کا نعرہ لگایا تو تمام پادریوں کے کان کھڑے کیے۔ نیزے ڈھالیں تلواریں۔ خنجر کٹاری کے حملے پر مہیا ہوئے۔ مگر قیصر تھا ذکی وزیر اُسنے بمشکل تمام تشدد کو اور پادریوں سے کہا ذرا سنبھلنا۔ تم اسکا سبب نہیں جانتے میں جانتا ہوں۔ مسلمان بادشاہ پر جاتا ہے ناقوس کی آواز سے اسکی نیند اچاٹ ہو جاتی ہے مگر تم اس ایلچی کا خون بہاؤ گے تو پچھتاؤ گے قلمرو اسلام بنے ناقوس نواز ہیں اُنکے قتل کا بہانہ مسلمانوں کو مل جائیگا۔ قیصر نے ایلچی کو انعام دے کے رخصت کر دیا مسلمان بادشاہ اپنے ایلچی کے زندہ پلٹنے پر متعجب ہوا اور پوچھ بیٹھا کہ ابھی تم تو صحیح سلامت پلٹے۔ الغسانی نے گردن جھکا کے جواب دیا۔ مگر حضور کی عنایت کی سلامتی میں دخل نہیں۔ خوشحال نہ ہوں اور ہندوستانی اپنے آقاؤں کی خوشی کے لیے ناقوس اور اذان پر لڑا کرتے ہیں۔ قیصر روم نے کسی یونیورسٹی میں تعلیم نہیں پائی تھی۔ وہ غیر مہذب زمانہ میں پیدا ہوا تھا مگر اُسے دشمنی سمجھ خدا نے وہ دی تھی کہ چال سمجھ گیا اور دشمن کی تدبیر نہ چلی آج دنیا مہذب ہے۔ ہندوستان میں ایک رنگ تنظیم شدھی اور تبلیغ کا شور مچ رہا ہے۔ تاریخ عالم انہیں تنبیہہ ہو گیا وہاں کے باشندے مسلمان ناقوس اور اذان پر لڑتے دیکھتے ہیں یا رو اگر یہی سلسلہ رہا تو سمجھ لو کہ تم اذان رہے گی نہ ناقوس رہے گا دونوں لڑنے والے انہیں کی طرح دو دوہ کے دریا طوطے کو اپنی بادل کی نالکو خواب استراق۔ خودشناسی ادب سکھ کے بعد آنکھ جو کھلے گی تو وہ غلامی کی زنجیریں پڑے ہیں گے منتو چاٹ رہا ہے کمیاں جھنک رہی ہیں۔ سائمن صاحب بولتے ہیں ہیں۔ ملک میں فساد کا زور بکثرت ہوا ہے۔ بنگال سے جو بیزاری کی دھڑکن کی صدا بلند ہے آل پارٹیز کانفرنس کے جلسوں میں لاہور میں مسلمان "اللہ اکبر" کہہ کے ناقوس کی آواز دبا

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے۔

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی جو چیزیں اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب میں کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

میاں تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُن سے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سرگم سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ور بالکل ہی معمولی ستار یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی حقیقۃ مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کام میں لاکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایہ ناز اس میں موجود ہے۔ قیمت ... روپیہ

محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ